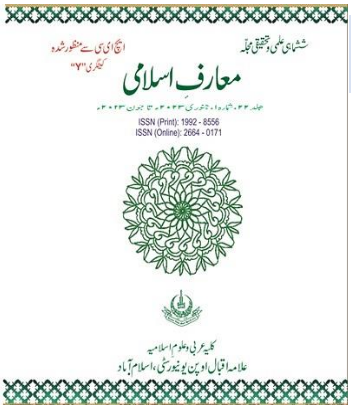

معارفِ اِسلامی Ma’ārif-e-Islāmī

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.22 Issue: 01 (January-June 2023)
Date of Publication: 25-June 2023
HEC Category (July 2022-2023): Y

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	فقہ حنفی کے اصول اجتہاد: المبسوط امام محمد کی روشنی میں تجزیاتی واطلاقی مطالعہ *Principles of Ijtihad in Hanafi Jurisprudence: An Analytical and Applied Study in the Light of Al-Mabusut Imam Muhammad*
Authors & Affiliations	***1. Ayaz Akhter*** *Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, Muslim Youth University Islamabad,Pakistan.* Ayaz_865@gmail.com ***2. Dr. Muhammad Hasib*** *Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan.* dr.mhasib@uog.edu.pk
Dates	***Received*** 16-01-2023 ***Accepted*** 04-06-2023 ***Published*** 25-06-2023
Citation	Ayaz Akhter and Dr. Muhammad Hasib, 2023. فقہ حنفی کے اُصول اجتہاد: المبسوط امام محمد کی روشنی میں تجزیاتی واطلاقی مطالعہ. [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 June 2023].
Copyright Information	2023@ فقہ حنفی کے اُصول اجتہاد: المبسوط امام محمد کی روشنی میں تجزیاتی واطلاقی مطالعہ by Ayaz Akhter and Dr. Muhammad Hasib is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

فقہ حنفی کے اصول اجتہاد: المبسوط امام محمد کی روشنی میں تجزیاتی واطلاقی مطالعہ

Principles of Ijtihad in Hanafi Jurisprudence: An Analytical and Applied Study in the Light of Al-Mabusut Imam Muhammad

Abstract

Imam Muhammad has a high position in the world of knowledge. Imam Muhammad has a unique personality in the field of Jurisprudence. No one has worked in this manner and style before the manner in which he codification of Jurisprudence. Imam Muhammad's books are among the basic books of Hanafi religion. The principles of Imam Muhammad's ijtihad are derived from the basic sources of Islamic law, which purpose is to expand the scope of Islamic law. Imam Muhammad has adopted the following principles of Ijtihad : The Holy Quran, Sunnah of the Messenger of Allah, proverbs of the Sahabi, Ijmaa (consensus), Qiyas (measure), Isthisan, Istishab (escort), custom and habit, previous shari'ah, Barrier sources and expediency. These principles of Ijtihad of Imam Muhammad are overall others agree with the principles of the jurists. Imam Muhammad prefers the saying of the Sahabi over consensus and the text over Qiyas. Imam Muhammad has adopted Appreciation and Alias more than other jurists in codification of jurisprudence. Imam Muhammad in this book there are examples of this. Imam Muhammad takes the same orders from previous Sharia's which are evidenced in the Shariah of Muhammad. Imam Muhammad while living in the realm of the Sharia has described the aspects of the Muslim Ummah that are easy and easy. Imam Muhammad is convinced of principles rather than personalism. Examples of which can be seen in the book of "Al Hujjah tu ala Ahl-Madinah" and other books. Imam Muhammad's jurisprudential arguments are proof of his knowledge.

***Key words**: Muhammad ibn Hasan al-Shybani, Codification of Jurisprudence, Hanfi Jurisprudence, The principles of the jurists, Basic sources of Islamic law.*

امام محمد کو علمی دنیا میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔آپ نے حدیث فقہ لغت اور شعر میں بھی مہارت حاصل کی ۔امام محمد کو بیک وقت کتاب اللہ کے زبردست عالم، قاری قرآن، محدث ،فقیہ اور امام اللغہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔امام محمد تدوین فقہ میں منفرد شخصیت کے حامل ہیں۔آپ نے جس طرز پر فقہ کی تدوین کی اس سے پہلے اس منہج واسلوب سے کسی نے کام نہیں کیا۔امام محمد بن حسن الشیبانی امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور امام مالک کے شاگرد ہیں۔ جید فقہاء کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ کی کتب فقہ حنفی کی اساسی کتب ہیں ۔ جنہوں نے فقہ حنفی کو اصول وضوابط فراہم کیے۔اور اسے مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔

امام محمد کی کتب مذہب حنفی کی اساسی کتب میں شمار ہوتی ہیں۔فقہ شافعی اور حنبلی کے بانیان نے بلاواسطہ اور بالواسطہ آپ سے بھرپور علمی استفادہ کیا۔امام محمد کے اصول اجتہاد شریعت اسلامیہ بنیادی ماخذ سے ماخوذ ہیں، جن کا مقصد شریعت اسلامیہ کے دائرہ کار کو وسعت دینا ہے۔

امام محمد نے درج ذیل اصول اجتہاد کو اختیار کیا ہے: کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، قول صحابی ،اجماع ، قیاس،استحسان،استصحاب، عرف و عادت ، ما قبل شریعتیں،سد ذرائع اور مصلحت۔امام محمد کے یہ اصول اجتہاد مجموعی اعتبار سے دیگر فقہاء کے اصولوں سے اتفاق کرتے ہیں۔بعض مقامات پر جزوی مسائل میں معمولی اختلاف ہو جاتا ہے جو کہ ایک فطری عمل ہے۔

امام محمد قول صحابی کو اجماع پر اور نص کو قیاس پر مقدم رکھتے ہیں۔امام محمد نے تدوین فقہ میں استحسان اور عرف و دیگر فقہاء کی نسبت زیادہ اختیار کیا۔عرف زمانے اور وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔امام محمد اس کتاب میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔امام محمد ما قبل شریعتوں سے وہی احکامات لیتے ہیں جن کا ثبوت شریعت محمدی ﷺ میں موجود ہو۔امام محمد نے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے امت مسلمہ کے تیسیر و آسانی کے پہلو بیان کیے ہیں۔امام محمد شخصیت پرستی کے بجائے اصول پرستی کے قائل ہیں۔جس کی مثالیں کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ اور دیگر کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔المختصر !امام محمد کے فقہی استدلالات آپ کی علمی ثقاہت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

انسانی زندگی اور اس کے سارے معاملات کو سمجھانے کے لیے انبیاء کرام نے رہنمائی فرمائی۔ورثاء انبیاء علماءامت نے بھی انہی اصولوں کو قرآن و سنت سے اخذ واستفادہ کرتے ہوئے عوام الناس کے لیے نئے نئے مسائل کے حل کے لیے پیش کیا۔

المبسوط میں اصول اجتہاد

عہد اسلامی میں قرآن و حدیث کے ذریعے کئی اصول و قوانین کو بیان کیا گیا ہے۔اور فقہ اسلامی کی تدوین میں ان اصولوں کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔اصول اجتہاد یقیناایسا فن ہے جو نہ صرف علوم کا حصہ رہا بلکہ تاریخ میں اسی کی ضرورت کے پیش نظر اس کو اہم قرار دیا گیا۔بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ اصول اجتہاد کی اہمیت دیگر تمام علوم و امور سے زیادہ ہے۔اس لیے قرآن واحادیث میں ذکر کردہ اصول زیادہ مضبوط اور درست ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء نے اصول کے قیام کے لیے قرآن و سنت نبوی ﷺ کی طرف زیادہ رجحان کیا ہے۔

قرآن کریم بطور اصول

امام محمد بن حسن شیبانی نے المبسوط میں اہم قرآنی اصول ذکر کیے ہیں:-

میں(ابو سلیمان جوز جانی) نے پوچھا: آپ کا اس مسافر کی بابت کیا خیال ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی یا کنیز ہو، اور وہ اس سے وطی کرنا چاہتا ہے، جبکہ اسے معلوم ہے کہ اس کے پاس پانی نہیں ہے، تو کیا اس صورت میں وہ اس سے وطی کر سکتا ہے؟ تو آپ (امام محمد بن حسن شیبانی) نے فرمایا: ہاں! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھا: { أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا }[١] ترجمہ: "اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو"۔[2]

مقامِ دیگر پر ارشاد فرمایا: اور جب کسی آدمی نے قسم اٹھائی کہ وہ مستقبل ضرور بالضرور ایسا ایسا کرے گا، اور کوئی وقت مقرر نہ کیا، اور اس پر کوئی کفارہ نہ ہو گا، اور اپنی قسم پر ہی ہو گا جب تک وہ اس چیز کو ہلاک نہ کر دے جس پر اس نے قسم اٹھائی، اور جب اس نے وہ چیز ہلاک کر دی تو اس کی قسم ٹوٹ گئی، اور اب اس پر کفارہ واجب ہے۔[٣]

امام محمد بن حسن اس پر اصول بیان کرتے ہیں: لَا يُؤَاخِذُكُم الله بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانكُم وَلَكِن يُؤَاخِذُكُم[٤]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ یمین لغو میں تمہارا مؤاخذہ نہیں فرماتا، لیکن مؤاخذہ فرماتا ہے (جس کو تم کر گزرو)۔

حدیث بطور اصول:

امام محمد بن حسن شیبانی نے المبسوط میں احادیثِ رسول ﷺ میں بیان کردہ اصول بھی ذکر کیے ہیں، مثلاً

میں (ابو سلیمان جوز جانی) نے کہا آپ کی کیا رائے ہے کہ کانوں کو چہرے کے ساتھ سامنے سے دھویا جائے اور ان کے پچھلے حصہ کا مسح کیا جائے سر کے مسح کے ساتھ یا دونوں کانوں کا محض مسح کرے گا؟ آپ نے فرمایا جس طرح بھی کر لے اچھا ہے اور میرے نزدیک اچھا یہ ہے کہ ان دونوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ کرے اس لیے کہ اس کا اگلا اور پچھلا حصہ سر کے حکم میں ہیں: بلغنَا عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه قَالَ الأذنان من الرَّأْس۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ دونوں کان سر کا حصہ ہیں۔[٥]

استحسان بطور اصول:

قرآن وحدیث کی طرح امام محمد بن حسن شیبانی نے المبسوط میں دیگر اصول بھی بیان کیے ہیں، جن میں سے استحسان بطور اصول کی مثال پیش کی جاتی ہے:

میں (ابو سلیمان جوز جانی) نے کہا آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر کوئی شخص سر کا مسح کرے اور کانوں کا مسح نہ کرے (تو کیا یہ کفایت کرے گا؟) آپ نے فرمایا یہ جائز ہے۔ میں نے کہا اگر اس نے کانوں کا مسح کر لیا اور سر کا مسح نہ کیا تو کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے۔ میں (ابو سلیمان جوز جانی) نے کہا کہ آپ نے اپنا قول چھوڑ دیا تو آپ نے فرمایا کہ کانوں کا مسح بطور استحسان ہے اور سر کا مسح ثقہ (نص قرآنی) سے ثابت ہے۔[6]

یہ اصول وضوابط صرف قرآن وحدیث میں ہی نہیں بلکہ اجماع، قیاس، عرف عام، وغیرہ میں بھی پائے جاتے اور تاریخ اقوام عالم کا بھی حصہ ہے۔ تاکہ معاشرے کو پر امن اور بقائے باہمی کے ذریعے قائم رکھا جاسکے۔

اس مقالہ "امام محمد کے اصول اجتہاد: المبسوط کا تجزیاتی مطالعہ" میں بھی انہی اصولوں کو ہی اہمیت دی جارہی ہے تاکہ مضبوط ذرائع سے حاصل ہونے والے اصولوں کا حصول ممکن ہو سکے۔ کتب اصول فقہ میں جس طرح دیگر نامور کتب کو ایک مقام حاصل ہے اسی طرح ''الاصل'' المعروف بہ المبسوط للشیبانی کو بھی ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔ موجودہ زمانے میں بے راہ روی، معاشرتی اور اخلاقی برائیاں عام ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حتیٰ الامکان ان کا سدباب کیا جائے۔ اور انہی امور کے پیش نظر موضوع تحقیق کے طور پر "امام محمد کے اصول اجتہاد: المبسوط کا تجزیاتی مطالعہ "کا انتخاب کیا گیا ہے۔

امام محمد کو تو بچپن سے ہی علم دین سے قلبی لگاؤ تھا۔ دن رات علم دین کے حصول و ترویج کے لیے کام کرتے تھے۔ علم کے حصول واضافے میں کوئی شئے ان کے آڑے نہ آتی تھی۔ دن رات نئے نئے مسائل کا حل تلاش کرنے میں مگن رہتے تھے۔ فقہ تقدیری کو ان ہی کی وجہ سے فروغ ملا۔ کہ فرضی مسائل پیش کیے جائیں پھر ان کی ممکنہ صورت اور قرآن وسنت اور دیگر اصول شرعیہ کی روشنی میں ان کا مناسب حل تلاش کیا جائے تاکہ امت مسلمہ کو شریعت اسلامیہ کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے معاملات طے کرنے کا موقع مل سکے اور وہ غیر شرعی طریقے اختیار کرنے سے گریز کریں تاکہ گمراہی کے راستے پر چل کر وہ اپنی دنیا و آخرت برباد نہ کرلیں۔

تحصیل علم نوافل سے افضل

امام محمد علم کی فرضیت کو نوافل پر ترجیح دیتے تھے۔ وہ ساری ساری رات نوافل پڑھنے کی بجائے فقہی مسائل میں غور وحوض کرتے رہتے تھے۔ آپ رات کو بستر پر سونے کی بجائے فقہی مسائل کو مرتب کرتے اور اسی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ وہ اپنے آرام وسکون پر امت محمدیہ ﷺ کے آرام وسکون کو ترجیح دیتے تھے۔ کہ شرعی احکام میں کس طرح امت محمدیہ ﷺ کے لیے سہولت و آسانی پیدا کی جائے۔ جیسا کہ علامہ سعیدی صاحب نے علامہ کردری کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

امام شافعی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں امام محمد کے پاس ٹھہرا، میں ساری رات نوافل کی ادائیگی میں مشغول رہا اور امام محمد بستر پر لیٹے رہے۔ صبح کی نماز امام محمد نے بغیر وضو کیے ادا کی۔ میں پوچھا: آپ نے نماز کے لیے وضو نہیں کیا؟ فرمایا: تم نے ساری رات اپنے نفس کے لیے عمل کیا اور نوافل ادا کیے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی امت کے لیے عمل کیا اور کتاب اللہ سے مسائل کا حل تلاش کرتا رہا۔ اور اس رات میں نے ایک ہزار سے زیادہ مسائل کا حل تلاش کیا۔ امام شافعی فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے اپنی شب بیداری سے زیادہ امام محمد کی شب بیداری کو فوقیت دی۔[7]

امام محمد نے دین محمدی ﷺ کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ ہر وقت فقہ اسلامی کی تدوین و ترتیب میں مگن رہتے تھے۔ گھر والوں کے لیے ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کر کے خود خدمت دین متین میں مشغول رہتے تھے۔ چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں:

ابن سماعہ کہتے ہیں: محمد بن حسن نے اپنے اہل خانہ کو کہا تم مجھ سے دنیاوی ضروریات کے بارے میں سوال کر کے میرے دل کو مشغول نہ کرو۔ جو تمہیں ضرورت ہو میرے وکیل سے لے لو۔ اس سے مجھے فراغت قلبی حاصل ہو گی اور پریشانیوں کا سامنا کم ہو گا۔[8]

امام محمد اپنی جسمانی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اپنا دنیاوی مال متاع بھی حصول علم کے لیے خرچ کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے والد محترم کی طرف سے ملنے والی وراثت کی خطیر رقم بھی فروغ علم میں خرچ کر دی۔ چنانچہ امام ذہبی لکھتے ہیں:

محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ میرے والد نے تیس ہزار درہم ورثہ میں چھوڑے میں نے پندرہ سو درہم علم نحو اور شعر اور پندرہ سو علم حدیث فقہ پر خرچ کر دیئے۔[9]

اسی طرح آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے تلامذہ بھی علم کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ حصول علم کے لیے اپنا زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ پھر اس کے بدلے جو انہیں قیمتی علمی سرمایہ کی صورت میں نعم البدل ملتا تو وہ پھولے نہیں سماتے تھے۔ چنانچہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں: أَنْفَقْتُ عَلَى كُتُبِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ سِتِّينَ دِينَارًا، ثُمَّ تَدَبَّرْتُهَا، فَوَضَعْتُ إِلَى جَنْبِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ حَدِيثًا»[10]

میں نے محمد بن حسن کی کتابوں پر ساٹھ 60 دینار خرچ کیے، پھر میں نے ان میں غور و فکر کیا تو ہر مسئلے میں حدیث کو پایا۔

کتاب الاصل (مبسوط) کا تعارف و منہج و اسلوب

کتاب الاصل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اہم ترین اور سب سے بڑی تصنیف ہے۔ بلکہ فقہ کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام محمد علم کا سمندر تھے۔ امام محمد نے اس کتاب کے تمام ابواب الگ الگ تصنیف کیے ہیں، مثلاً کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب البیوع وغیرہ، پھر سب کو اکٹھا کر کے کتاب الاصل نام رکھا، لوگ اسی کو امام محمد کی مبسوط بھی کہتے ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں جو آتا ہے کہ قال محمد في كتاب البيوع یا قال محمد في كتاب الصلوٰة تو اس سے مراد مبسوط کے یہی ابواب ہیں۔

اسی مبسوط کے بارے میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک نصرانی عالم اس کا مطالعہ کرنے کے بعد مسلمان ہو گیا اور اس کتاب بارے یہ کہا کہ "هذا كتاب محمدكم الأصغر، فكيف كتاب محمدكم الأكبر؟"[11] امام

شافعی نے اس مبسوط کو حفظ کیا تھا اور کتاب الام میں اس کی نقل کی ہے۔ مولانا ابو الوفا افغانی نے اس کتاب پر تحقیق کر کے ہمارے سامنے پیش کیا۔ کتاب کی تصحیح کر کے پانچ جلدوں میں شائع کروایا۔

الاصل کا منہج واسلوب

- اسلوبِ کتاب یہ ہے کہ امام محمد اس کتاب میں اپنی اور اپنے دونوں اساتذہ کی آراء نقل کرتے ہیں، اور عام طور پر دلائل بیان نہیں کرتے، مگر جن مسائل کے دلائل ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کے عقلی اور نقلی دلائل بھی لکھتے ہیں۔ کتاب کا اندازِ بیان شگفتہ، عبارت سلیس اور آسان ہے۔
- جو قول مطلقاً ذکر کیا جاتا ہے وہ اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ اس پر ائمہ ثلاثہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد) متفق ہیں اور اگر رائے میں اختلاف ہوتا ہے تو ہر ایک کے قول کی نسبت اس کی طرف کر دی جاتی ہے۔
- امام محمد نے اپنی اس تصنیف میں فقہی مسائل کے موضوعات کے لحاظ سے ابواب قائم کرنے کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ جب وہ ایک موضوع کے مسائل کو مکمل طور پر بیان کر دیتے ہیں تو اسے کتاب کا نام دیتے ہیں۔ مثلاً کتاب الصلوۃ، کتاب الزکوۃ، کتاب الرھن، کتاب الشفعۃ وغیرہ
- جب ان مختلف کتب کو جمع کر کے ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا گیا تو تصانیف کا ایک مجموعہ وجود میں آگیا۔ یہ مجموعہ فقہی ابواب کی تفریعات وتفاصیل پر مشتمل تھا، لہذا متفرق کتب کے اس مجموعے کا نام المبسوط رکھ دیا گیا۔
- اسی بناء پر فقہاء اس کا تذکرہ دو طرح سے کرتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اسے ایک کتاب سے، اور بعض اوقات اسے مجموعہ کتب سے تعبیر کرتے ہیں۔
- جب کہا جائے کہ امام محمد نے کتاب الصیام میں فرمایا، یا امام محمد نے کتاب البیع والسلم میں فرمایا، تو اس سے ان کی مراد المبسوط کے مجموعہ کتب میں سے ایک کتاب ہوتی ہے۔
- امام محمد نے اپنی اس کتاب کے آغاز میں اختصار کے ساتھ جو لکھا ہے وہ اس کتاب کی تالیف میں آپ کے منہج کی پوری وضاحت کر دیتا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ :۔أَبُو سُلَيْمَان الْجوزجَانِي عَن مُحَمَّد بن الْحسن قَالَ قد بيّنت لكم قَول أبي حنيفَة وَأبي يُوسُف وَقَوْلِي وَمَا لم يكن فِيهِ الِاخْتِلَاف فَهُوَ قَوْلنَا جَمِيعًا[12]

میں نے تمہارے سامنے ابو حنیفہ کے مسلک، ابو یوسف کے مسلک اور اپنے مسلک کی وضاحت کر دی ہے، جس مسئلے میں کسی اختلاف کا ذکر نہ ہو تو سمجھ لو کہ وہ ہم سب کا مسلک ہے۔

امام محمد کبھی مکمل سند کے ساتھ حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ جس کی مثال یہ ہے۔

مُحَمَّد قَالَ أخبرنَا حَازِم بن إِبْرَاهِيم البَجلِيّ عَن سماك بن حَرْب عَن عِكْرِمَة مولى ابْن عَبَّاس رَضِي الله عَنْهُمَا أَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قبل شَهَادَة أَعْرَابِي وَحده على رُؤْيَة هِلَال شهر رَمَضَان قدم الْمَدِينَة فَأخْبرهُم أَنه قد رَآهُ فَأمرهمْ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَن يَصُومُوا بِشَهَادَتِهِ [13]

کبھی صرف بلغنا سے بغیر سند کے روایت کرتے ہیں۔ جس کی مثال درج ذیل ہے۔

وبلغنا أَن نَفرا من أَصْحَاب رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فيهم أَبُو طَلْحَة كَانُوا يشربون شرابًا لَهُم من الفضيخ فَأَتَاهُم آتٍ فَأخْبرهُم أَن الْخمر قد حرمت فَقَالَ أَبُو طَلْحَة يَا أنس قُم إِلَى هَذِه الجرار فاكسرها فَقُمْت إِلَيْهَا فكسرتها حَتَّى اهراق مَا فِيهَا والحجج فِي هَذَا كَثِيرَة [14]

امام محمد کبھی حدیث کو بیان کرتے ہیں پھر اس کی مختلف تفریعات بیان کرتے ہیں۔

مُحَمَّد قَالَ أخبرنَا وَكِيع عَن سُفْيَان الثَّوْرِيّ عَن سماك بن حَرْب عَن عِكْرِمَة أَن أَعْرَابِيًّا شهد عِنْد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي رُؤْيَة الْهلَال فَقَالَ تشهد أَن لَا إِلَه إِلَّا الله وَأَنِّي رَسُول الله فَقَالَ نعم فَأمر النَّاس فصاموا -[15]

i. یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اکیلے شخص کی گواہی بھی دین میں جائز ہے۔

ii. لیکن عید الفطر کے چاند کے بارے میں دو آزاد شخصوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے کم کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

iii. اگرچہ عید الفطر کا چاند دینی معاملہ ہے اس میں کچھ فائدے بھی ہیں۔ لوگ افطار کر کے روزے ترک کر سکتے (عید کی خوشیاں منا سکتے ہیں) لیکن یہ حکم اپنے مصدر پر جاری رہے گا۔

iv. اور اس میں صرف وہی گواہی قبول کی جائے گی جو احکام میں قبول کی جاتی ہے۔

v. اور ماہ رمضان کے چاند کے بارے میں ایسے ایک یا دو مسلمانوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جن کی گواہی جائز نہ ہو، جو تہمت زدہ ہو۔

vi. ایسا ثقہ آزاد مرد، عورت لونڈی جسے حد قذف نہ لگی ہو اس کی گواہی اس جائز ہے۔ [16]

امام محمد نے المبسوط میں شیخین (امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف) اور اپنے مذہب کے مطابق فروعی مسائل بیان کیے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ابن ابی لیلی، زفر بن حسن، اور اہل مدینہ کی آراء بھی بیان کی ہیں، تاہم اس ضخیم کتاب میں ان حضرات کی آراء کا حصہ بہت کم ہے۔[17]

امام محمد کے بنیادی ماخذ سے ماخوذ اصول اجتہاد

امام محمد نے دیگر ائمہ فقہاء کی طرح فقہ کا ماخذ اول قرآن کریم کو بنایا۔ اور اسی سے مسائل دینیہ کا حل تلاش کر کے پیش کیا اگر اس میں حل نہ مل سکا تو سنت رسول ﷺ کو ماخذ ثانی کے طور پر اپنایا۔ اس کے بعد اقوال صحابہ کرام سے رہنمائی حاصل کی۔ جس کے لیے رہنما یہ حدیث مبارکہ ہے جسے امام ابو داؤد اور دیگر محدثین کرام نے اپنی تصانیف میں بیان فرمایا ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟» ، قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» ، قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟» قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي، وَلَا آلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ، وَقَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ، رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ»[18]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو پوچھا: جب تمہارے پاس کوئی مسئلہ آئے تو اس کو کیسے حل کرو گے ؟تو عرض کی میں اللہ کی کتاب سے اس کا فیصلہ کروں گا۔آپ نے فرمایا اگر کتاب اللہ میں اس کا حل تلاش نہ کر سکو تو؟ آپ (حضرت معاذ ﷺ) نے عرض کی پھر سنت رسول ﷺ سے حل کروں گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم سنت رسول اور کتاب اللہ میں اس کا حل تلاش نہ کر پاؤ تو؟ آپ نے عرض کی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے اللہ کے رسول کے خلیفہ کو اس بات کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔

پہلا اصول: کتاب اللہ سے استدلال

امام محمد ایک عظیم مجتہد اور فقہ حنفی کے بانی علماء میں سے ہیں۔آپ نے جن اصولوں کو بنیاد بنا کر اجتہاد فرمایا ان میں سے پہلا بنیادی اصول کتاب اللہ سے استدلال ہے۔

واضح الفاظ میں کتاب اللہ سے استدلال

امام محمد بعض اوقات قرآن حکیم کی جس آیت سے استدلال فرماتے ہیں۔اس آیت کریمہ کو بیان فرمادیتے ہیں اور بسا اوقات آیت کریمہ کے مفہوم کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔واضح الفاظ میں جو آیات بیان کرتے ہیں اس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

جنس زمین سے تیمم کا جواز

امام محمد کے شاگرد ابو سلیمان جوزجانی[19] کہتے ہیں:

میں نے امام محمد سے پوچھا: اگر کوئی شخص ایسی دیوار، کنکری یا پتھر ہاتھ مار کر تیمم کرے جس پر گرد و غبار پڑی ہو تو آپ نے فرمایا اس شخص کے لیے یہ جائز ہے۔میں نے پھر پوچھا اگر وہ ایسی شے سے تیمم کرے جو زمین کی جنس سے نہ ہو فرمایا ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔میں نے کہا: ایسا کیوں ہے ؟تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ فرمان الٰہی ہے ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾[20] "تیمم کرو صعید یعنی پاک مٹی سے "تو جو کچھ بھی زمین کی جنس میں سے ہے وہ صعید کے حکم میں ہے۔اور جو کچھ بھی زمین کی جنس میں سے نہیں ہے وہ صعید کے حکم میں نہیں ہے۔اور اس کے ساتھ تیمم جائز نہیں۔[۲۱]

کتاب الاصل کی اس عبارت میں امام محمد سے جب یہ پوچھا گیا کہ کن چیزوں سے تیمم جائز اور کن سے ناجائز ہے تو چند اشیاء کے جواز اور عدم جواز کو بیان کرنے کے لیے آپ نے کتاب اللہ سے اجتہاد کی دلیل بھی بیان کر کے فقہی حکم کو مضبوط و مستحکم بنیاد فراہم کی۔ آپ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اجتہاد کے اصولوں میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو اختیار کرتے ہیں۔

پانی کی عدم موجودگی میں ازدواجی عمل کا حکم

ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: میں نے امام محمد سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بیوی یا لونڈی کے ساتھ سفر کر رہا ہو۔ اور وہ اس کے ساتھ ہم بستری کرنا چاہتا ہو۔ حالانکہ اس کے علم میں ہے کہ اس کے پاس غسل کے لیے پانی موجود نہیں ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے آیا کہ وہ اس کے ساتھ ہم بستری کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھا ﴿ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ﴾[22] "اگر تم عورتوں سے ہم بستری کر لو اور پانی نہ پاو تو پاک مٹی سے تیمم کر لو"۔[23]

یہاں بھی امام محمد کتاب اللہ کو مدلل انداز میں پیش کر کے تمام اصولوں پر فوقیت کتاب اللہ کو دے رہے ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھا؟ یعنی جب بھی کسی مسئلے کا حل طلب ہو تو مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس کا حل کتاب اللہ میں تلاش کرے۔ اور امام محمد کی ان عبارات یہ یہی اصول واضح ہوتا ہے۔

کفارہ ظہار کی ادائیگی سے پہلے قربت کا حکم

ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: اگر ایک شخص رات کو اپنی بیوی سے ظہار کرے تو امام محمد فرماتے ہیں۔ اس شخص کے لیے روزے رکھنا لازمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ﴿فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ﴾[24] "چھونے سے پہلے مسلسل دو ماہ کے روزے" ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: میں نے پوچھا اگر اس شخص نے روزے کی حالت میں بھول کر جماع کر لیا تو پھر کیا حکم ہے۔ آپ نے کہا کہ وہ نئے سرے سے روزے رکھے گا۔ میں نے کہا کہ ایسا کیوں ہے حالانکہ اس نے روزہ ختم نہیں کیا؟ تو امام محمد نے فرمایا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا﴾ چھونے سے پہلے دو ماہ کے روزے رکھنے کی شرط لگائی ہے۔ اور دن کو روزے کی حالت میں جماع کرنے کا حکم رات کو بغیر روزے کے جماع کرنے کے حکم سے کم نہیں ہے۔ وہ دن کو جماع کرے یا رات کو دونوں صورتوں میں وہ نئے سرے سے روزے رکھے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چھونے سے پہلے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔

امام محمد کتاب اللہ کو بطور اصول اجتہاد اختیار کرنے کے اصول پر سختی سے کاربند ہیں۔ جیسا کہ آپ کی اس عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ کفارہ ظہار کی ادائیگی میں روزے رکھنے والے شخص کے لیے بیوی کو چھونے سے پہلے دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص کفارہ ظہار کے روزے کی حالت میں بھول

کر اپنی بیوی سے جماع کرلے تو امام محمد فرماتے ہیں وہ نئے سرے سے دوماہ کے روزے رکھے گا۔ پوچھا گیا باقی کفارہ قتل، کفارہ قسم، اور قضائے رمضان کے بارے تو آپ ایسا حکم نہیں لگاتے تو آپ نے فرمایا کفارہ ظہار میں بیوی کو چھونے سے پہلے دوماہ کے مسلسل روزے رکھنے کا حکم قرآن کریم میں آیا ہے باقی کفاروں میں مسلسل روزے رکھنے کی شرط نہیں لگائی گئی۔ اس لیے کتاب اللہ کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کفارہ ظہار والا شخص نئے سرے سے روزے رکھے گا۔

اشارۃ کتاب اللہ سے استدلال

امام محمد اپنی اس کتاب میں کتاب اللہ سے استدلال فرماتے ہوئے کبھی تو اس آیت کے الفاظ ذکر کردیتے ہیں جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا اور کبھی کبھار آیت کو بیان کرنے کی بجائے آیت کا مفہوم بیان کرکے کتاب اللہ سے استدلال کا اشارہ دے دیتے ہیں۔

شرعی احکام کا لزوم صرف مکلف پر لازم

ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: میں نے امام محمد سے پوچھا: اگر کوئی مسافر شخص تیمم کرکے نماز پڑھ لے حالانکہ اس کے کجاوے میں پانی بھی ہو لیکن اس کے علم میں نہ ہو۔ نماز مکمل کرکے سلام پھیرنے کے بعد اسے پانی کا علم ہو تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی نماز مکمل ہوگئی۔ وهذا ممن لا يجد الماء لأن الله تعالى لا يكلفه إلا علمه[25]۔ اور یہ اس شخص کے حکم میں ہے جس کو پانی دستیاب نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے علم کے بغیر اسے مکلف نہیں بنایا۔[26]

کفارہ قتل، یمین اور قضاء رمضان کے دوران قربت کا حکم

ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: میں نے امام محمد سے کہا: اگر کسی شخص پر کفارہ قتل کی وجہ سے دوماہ کے روزے واجب ہوں[27] یا کفارہ یمین کے روزے واجب ہوں[28]، یا قضاء رمضان کے روزے[29]، تو وہ رات کو جماع کرلے یا دن کو روزے کی حالت میں بھول کر جماع کرلے تو اس کے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور وہ بقیہ روزہ مکمل کرے گا تو امام محمد نے فرمایا ہاں! [۳۰]

یہاں امام محمد نے کفارہ قتل میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۲ سے استدلال کیا، کفارہ یمین میں سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۸۹، قضائے رمضان کے بارے میں امام محمد نے اس حدیث سے استدلال کیا جسے امام نسائی کے علاوہ صحاح ستہ کے ائمہ خمسہ نے حضرت ابو ہریرہ سے بیان کیا۔

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کہا میں ہلاک ہوگیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کی میں رمضان میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں، تو آپ ﷺ نے پوچھا: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ» کیا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟[۳۱]

اس آیت و حدیث مبارکہ میں ﴿صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ﴾[32] کا ذکر ہے لیکن ﴿من قبل أن يتماسا﴾ کا ذکر نہیں ہے۔اس کے علاوہ امام محمد نے اپنی اس کتاب میں متعدد بار کتاب اللہ سے استدلال کیا ہے۔ جنہیں اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ان میں سے چند آیات درج ذیل ہیں:

مطلقاً قسم اٹھانے والے کا حکم

امام محمد فرماتے ہیں: جب ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ پھل نہیں کھائے گا۔ پھل سے مراد اس کی کسی خاص پھل کی نیت بھی نہ ہو تو انگور، انار اور کھجور کھانے کی صورت میں وہ حانث نہیں ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں: کیا تو نے کتاب اللہ میں فرمان الٰہی نہیں پڑھا۔ پھل، کھجوریں اور انار۔[33]

امام محمد اس آیت میں کتاب اللہ سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ فَاكِهَةٌ معطوف علیہ ہے، نخل اور رمان معطوف ہیں۔ علم نحو کے اصول کے مطابق معطوف اپنے معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔اس شخص نے مطلقاً قسم اٹھائی تھی کسی پھل کی نیت نہیں کی تھی اس بناء پر نخل اور رمان فَاكِهَةٌ کی قید سے نکل گئے ان کے کھانے سے بندہ حانث نہیں ہوگا۔

دوسرا اصول: سنت سے استدلال

سنت رسول ﷺ کی اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے اس سے انکار ممکن نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے سنت رسول ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ارشاد فرمایا: ﴿ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ ۔جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی[34] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ۔ تمہارے لیے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔[35] رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے صحابہ کی سنت کی اہمیت کو اس انداز میں بیان فرمایا: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔ تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت لازم ہے اس پر ڈٹ جاؤ اور اسے داڑھوں کے ذریعے مضبوطی سے پکڑ لو۔[36] اسی لیے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اجتہاد کے لیے کتاب اللہ کے بعد سنت رسول ﷺ کو اختیار کیا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کتاب اللہ سے واضح حکم میسر نہ ہو تو آپ سنت رسول اللہ جو وحی غیر متلو ہے سے رہنمائی لیتے ہیں۔

امام محمد سنت سے استدلال کرتے ہوئے کبھی کبھار تو حدیث کو مکمل سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور کبھی بلغنا کے ذریعے بغیر سند کے متن حدیث کو بیان کر دیتے ہیں۔اور کبھی کبھار تو متن حدیث کو بیان کرنے کی بجائے اس کی حدیث واثر کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔

امام محمد نے کتاب الاصل میں سنت سے جو استدلال کیا ہے اس کی مثالیں ذیل میں ذکر کی گئی ہیں۔

دھوکہ والی اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع کا حکم

امام محمد فرماتے ہیں:وَإِذا بَاعَ الرجل عبدا آبقا لَيْسَ فِي يَدَيْهِ حِين بَاعه فَإِن هَذَا لَا يجوز لِأَن هَذَا غرر بلغنَا عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم انه نهى عَن بيع الْغرَر[۳۷] وَعَن بيع العَبْد الْآبِق[۳۸]۔ [۳۹]

جب ایک شخص نے بھاگا ہوا غلام بیچا، حالانکہ بیع کرتے وقت وہ اس کے قبضہ میں نہیں تھا تو یہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دھوکہ ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ نے بیع غرر اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع سے منع فرمایا۔

یہاں امام محمد بھاگے ہوئے غلام کی بیع کو دھوکہ قرار دیتے ہوئے اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ امام محمد وہ راستہ ہی بند کر رہے ہیں جس سے کسی فرد کو نقصان اٹھانا پڑے۔اور اپنے اس قول کی توضیح کرنے کے لیے سنت سے استدلال کو واضح الفاظ پیش کر کے اپنے اجتہادی اصولوں کو نمایاں کرتے ہیں۔

معرفت (پہچان) کا مفہوم

امام محمد فرماتے ہیں: اگر ایک شخص کسی دوسرے کو چہرے سے جانتا ہے اس کا نام نہیں جانتا تو وہ شخص قسم اٹھالے کہ وہ اسے نہیں جانتا تو وہ سچا ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کی مراد چہرے سے جاننے پہچاننے کی ہو۔اگر اس کی جان پہچان سے مراد چہرے کی پہچان ہے تو وہ شخص حانث ہو جائے گا۔ وَقد بلغنَا عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أَنه سَأَلَ رجلا عَن رجل فَقَالَ هَل تعرفه فَقَالَ نعم فَقَالَ هَل تَدْرِي مَا اسْمه قَالَ لَا قَالَ أَرَاك إِذا لَا تعرفه فَكل معرفَة يعرفهُ الرجل وَلَا يعرف مَا اسْمه فَلَيْسَ بِمَعْرِفَة "ہم تک رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کسی دوسرے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کیا تو اسے جانتا ہے اس نے جواب دیا۔ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اس کے نام کا پتہ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا پھر تو اسے نہیں جانتا۔ پھر آپ نے فرمایا ایسی معرفت جس میں کسی شخص کا علم ہو لیکن اس کا نام معلوم نہ ہو۔ وہ معرفت نہیں ہے۔اگر اس نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے نہیں جانتا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ معرفت سے مراد چہرے، بازار، کاروبار اور قبیلہ کی معرفت مراد ہو تو وہ شخص حانث ہو جائے گا۔

امام محمد نے یہاں بھی سنت سے استدلال کی بہترین کی مثال قائم کی ۔کیونکہ چہرے تو متعدد انسانوں کے ایک جیسے ہو سکتے ہیں دو بھائیوں کے دو بہنوں کے اور ان کے علاوہ کئی نہ جاننے والوں کے چہرے بھی ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں ہزاروں لوگ ہم شکل موجود ہیں اس لیے صرف چہرے کی پہچان کو شخص کی معرفت کے لیے ناکافی قرار دیا گیا ہے جب تک کہ وہ اس شخص کا نام، ولدیت، اس کا قبیلہ، اس کا کاروبار، اس کی گلی بازار کے بارے میں مکمل معلومات نہ رکھتا ہو۔ امام محمد نے فقہی فروعات کے ساتھ سنت رسول ﷺ سے مثال بیان کر کے سنت کو اپنے اصول اجتہاد کے طور پر بیان کیا ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر قسم اٹھاتے وقت اس شخص کی معرفت سے مراد چہرے کی معرفت ہے تو عرف و عادت کے مطابق وہ شخص حانث ہو جائے گا کیونکہ

عرف میں صرف چہرے کی معرفت کو بھی پہچان کا نام دیا جاتا ہے۔لیکن سنت میں بیان کردہ معرفت کی شرائط عرف سے زیادہ مدلل واقویٰ ہیں۔

تیسرا اصول:اقوال صحابہ سے استدلال

صحابہ کرام بارگاہ رسالت ﷺ کے روشن ستارے ہیں۔ان کے اقوال، افعال اور تقاریر بھی شریعت اسلامیہ میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔فرمان رسالت ہے " فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ "[40]تم پر میری سنت اور میرے صحابہ کرام کی سنت لازم ہے۔اس لیے امام محمد ﷺ کے اصول اجتہاد میں بات شامل ہے کہ آپ اجماع امت کی بجائے قول صحابی کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی سے استدلال کرتے ہیں۔اگر کسی صحابی رسول ﷺ کا قول موجود نہ ہو تو پھر اجماع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حنفی اصول فقہ کے ماہر امام نظام الدین الشاشی ﷺ بھی اجماع کی چار اقسام میں سے تیسری یہ بیان کرتے ہیں کہ " قول صحابہ موجود نہ ہونے کی صورت میں تابعین کا اجماع قابل قبول ہوگا"۔اگر قول صحابی موجود ہے تو اجماع تابعین کی بھی ضرورت نہیں اسی کو ترجیح حاصل ہوگی۔

امام محمد کی اقوال صحابہ سے استدلال کی مثالیں ذیل میں مشاہدہ کی جاسکتی ہیں۔

صدقات وزکوۃ ایک ہی قسم کے فقراء ومساکین کو دینے کا جواز

ابو سلیمان جوزجانی کہتے ہیں: میں نے امام محمد سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین کا عشر اونٹوں گائے اور بکریوں کی زکوۃ ایک ہی طرح کے فقراء و مساکین کو دے دیتا ہے تو کیا یہ اس شخص کے لیے جائز ہے؟فرمایاہاں!

مُحَمَّد عَن أبي يُوسُف قَالَ حَدثنَا الْحسن بن عمَارَة عَن الْمنْهَال عَن شَقِيق عَن عمر بن الْخطاب رَضِي الله عَنهُ أَنه أَتَى بِصَدقَة فَبعث بهَا إِلَى أهل بَيت وَاحِد-[٤١]

امام محمد ،امام ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہاہم سے حسن بن عمارۃ نے انہوں نے منہال سے انہوں نے شقیق سے انہوں عمر بن خطاب سے روایت کیا کہ ان کے پاس صدقہ آیا تو آپ نے اسے ایک گھر میں بھیج دیا۔

یہاں بھی امام محمد حضرت عمر کے قول سے سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک ہی مسکین کو عشر اور مختلف قسم کی زکوۃ دی جاسکتی ہے ہو سکتا ہے اس کے سبب وہ شخص غنی ہو جائے اور مستقبل میں اسے ہاتھ پھیلانے اور دوسروں سے زکوۃ سے وصدقات لینے کی محتاجی ختم ہو جائے اور وہ معاشرے میں مانگنے کی بجائے دوسروں کی مدد کرنا والا بن جائے۔اس لیے ایک ہی شخص کو بھی مختلف قسم کے صدقات دینا جائز ہے ۔امام محمد فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت حذیفہ بن یمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اسی طرح کی روایات ہم تک پہنچی ہیں۔

چوتھا اصول: اجماع سے استدلال

اجماع کا اصطلاحی و شرعی معنی

امام جرجانی اجماع کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔اتفاق المجتهدين في أمة محمد –عليه الصلاة والسلام– في عصر على أمر ديني. ٤٢

امت محمدیہ کے مجتہدین کا کسی بھی زمانے میں کسی دینی معاملے پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن ابو الفتح بعلی 43 کہتے ہیں: اتفاق علماء العصر من أمة محمد صلى الله عليه وسلم على أمر من أمور الدين.[44]

امت محمد کے عصر حاضر کے علماء کا امور دین میں سے کسی معاملے پر متفق ہو جانا۔

اجماع کی شرعی حیثیت

امام الشاشی فرماتے ہیں: إِجْمَاع هَذِه الْأمة بَعْدَمَا توفّي رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي فروع الدّين حجَّة مُوجبَة للْعَمَل بهَا شرعا كَرَامَة لهَذِهِ الْأمة -[٤٥]

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فروع دین میں اجماع حجت ہے شرعی طور اس پر عمل کرنا واجب اور یہ اس امت کا اعزاز ہے۔

اہل دیوان پر دیت کا حکم

امام محمد نے فرمایا: بلغنَا أَن عمر بن الْخطاب رَضِي الله عَنهُ فرض الْعقل على أهل الدِّيوَان لِأَنَّهُ أول من وضع الدِّيوَان فَجعل فِيهِ الْعقل وَكَانَ الْعقل قبل ذَلِك على عشيرة الرجل فِي أَمْوَالهم فالعقل على أهل الدِّيوَان من الْمُقَاتلَة۔[٤٦]

ہمیں یہ روایت پہنچی کہ حضرت عمر بن خطاب سے اہل دیوان (محکمے کے لوگوں) پر دیت لازم کی ۔آپ پہلی ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے اہل دیوان پر دیت لازم کی کیونکہ اس سے پہلے دیت اموال میں آدمی کے خاندان پر ہوتی تھی۔تو اس وقت سے قاتل کے اہل دیوان پر بھی دیت لاگو ہو گئی۔

امام محمد اس کو اس لیے اجماع شمار کرتے ہیں کیونکہ حضرت عمر نے صحابہ کرام کی موجودگی میں اہل دیوان پر دیت لازم کی تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی نے بھی آپ کے اس فیصلے کا انکار نہیں کیا۔یہ صحابہ کرام کے اجماع سکوتی کی مثال ہے جسے امام محمد نے اختیار کیا۔

پانچواں اصول: قیاس سے استدل

قیاس شرعی دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔جب اس سے اوپر والی دلیل موجود نہ ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔اس کے دلیل شرعی ہونے کے بارے میں متعدد احادیث و آثار رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوئی ہیں۔جن میں حضرت معاذ بن جبل کی روایت جب ان کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا۔

قیاس کا مفہوم

سابقہ فیصلوں اور نظائر کی روشنی میں نئے مسائل کا حل تلاش کرنے کا قیاس کہتے ہیں۔[47]

نئے مسائل کو حل کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ قرآن و سنت میں جو مسائل موجود ہیں ان کے الفاظ و معانی پر غور کر کے اجتہاد کے ذریعے انہیں حل کیا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ موجودہ مسائل میں غور فکر کر کے کی علت تلاش کی جائے پھر نئے پیش آنے والے مسائل کی علت تلاش کر کے ان دونوں میں موازنہ کیا جائے، اگر دونوں برابر ہوں تو جو حکم اصل میں موجود ہو گا وہی حکم نئے مسئلہ میں جاری کیا جائے، اس عمل یا طریقہ کار کو قیاس کا نام دیا گیا ہے۔

قیاس کی مثال

قرآن کریم میں شراب پینے کی حرمت بیان کی گئی ہے جس کی علت نشہ پیدا کرنا۔ فقہاء نے اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہر اس نبیذ[48] کو حرام قرار دیا ہے جو نشہ پیدا کرے اگرچہ اس کا نام شراب نہ ہو۔

وَسُئِلَ ابْن مَسْعُود عَمَّن تزوج إمرأة وَلم يسم لَهَا مهْرا وَقد مَاتَ عَنْهَا زَوجهَا قبل الدُّخُول فاستمهل شهرا ثمَّ قَالَ أجتهد فِيهِ برأيي فان كَانَ صَوَابا فَمن الله وَإِن كَانَ خطأ فَمن ابْن أم عبد فَقَالَ أرى لَهَا مهر مثل نسائها لَا وكس فِيهَا وَلَا شطط-[٤٩]

حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے مہر مقرر کیے بغیر نکاح کیا اور پھر دخول سے پہلے وفات پا گیا۔ تو آپ نے ایک ماہ مہلت مانگی اور فرمایا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اگر وہ درست ہوئی تو اللہ کی طرف سے اور غلط ہوئی تو ام عبد کے بیٹے کی طرف سے ہو گی۔ مدت متعینہ کے بعد آپ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ اس کے لیے دوسری عورتوں کے برابر مہر مثلی ہو گا۔ نہ اس میں کمی کی جائے گی اور نہ زیادتی کی جائے گی۔[50]

نص کو قیاس پر ترجیح

کتاب و سنت اصول اجتہاد میں بنیادی ماخذ ہیں قیاس ثانوی ماخذ میں آتا ہے۔ اس لیے قیاس جب کسی نص کے مقابلے میں ہو گا تو اسے ترک کر دیا جائے اور نص کو ترجیح حاصل ہو گی۔ اس سے پہلے قیاس کی شرائط میں بھی اس بات کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ امام محمد کا اصول بھی یہی ہے کہ جب قیاس نص کہ مقابلے میں آئے گا تو قیاس کو ترک کر کے نص پر عمل کیا جائے اور اسے ہی ترجیح حاصل ہو گی۔

امام محمد کے ثانوی ماخذ سے ماخوذ اصول اجتہاد

چھٹا اصول: استحسان سے استدلال

امام محمد کے اصول اجتہاد میں جس چیز کو سب سے زیادہ اختیار کیا گیا وہ استحسان ہے۔ اس کا اندازہ ایک تو آپ کی اس "کتاب الاصل" کا مطالعہ کر کے ہوتا ہے۔ استحسان دراصل قیاس خفی ہے۔ امام محمد نے اپنی اس کتاب کی تیسری جلد میں کتاب الاستحسان کے نام سے باقاعدہ عنوان شامل کیا ہے جو آٹھ ابواب پر مشتمل جو

۱۱۹ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔اس باب کے علاوہ بھی متعدد مقامات پر امام محمد قیاس کو ترک کر کے استحسان کو اختیار کرتے ہیں۔ان کا اصل مقصد احکام میں آسانی پیدا کرنا ہے۔

استحسان کا اصطلاحی معنی

امام جرجانی کہتے ہیں :الاستحسان: هو ترك القياس والأخذ بما هو أرفق للناس.[51]

استحسان سے مراد قیاس کو چھوڑ کر اس حکم کو اختیار کرنا جو لوگوں کے لیے آسان ہو۔

گواہوں میں اختلاف کی بناء پر قصاص کی بجائے دیت

امام محمد فرماتے ہیں: اگر ایک شخص دوسرے کے قتل خطاء پر گواہی دے اور دوسرا قاتل کے اقرار پر گواہی دے تو ان دونوں کی گواہی باطل ہو گی کیونکہ ایک قاتل کے قول کی اور دوسرا عمل کی گواہی دے رہا ہے۔اسی طرح اگر دو بندے کسی کے قتل کی گواہی دیں اور قتل کے دن جگہ یا شہر یا آلہ قتل یا قتل کی قسم (قتل عمد یا قتل خطاء) میں اختلاف بیان کریں تو ان تمام کی گواہی باطل تصور کی جائے گی۔اسی طرح اگر دونوں کہہ دیں کہ ہم قتل کے بارے نہیں جانتے تو قیاس کی رو سے اس کا حکم بھی پہلے والے احوال کی طرح ہو گا، لیکن میں اس میں استحسان کو اختیار کرتے ہوئے اموال میں اس کی دیت[52] کو جائز قرار دیتا ہوں۔[53]

امام محمد نے یہاں گواہوں کے بیانات میں تضادات کے سبب گواہی کو رد کرتے ہیں جس سے ملزموں کو تو رعایت مل جاتی لیکن مقتول کے ورثاء کو انصاف نہ ملتا اس لیے استحساناً آپ نے قاتلوں کی طرف سے مقتول کے ورثاء کے لیے دیت لازمی قرار دی تاکہ ان کے زخموں پر مرہم لگائی جا سکے۔اور ان کے نقصان کی کچھ حد تک تلافی ممکن ہو سکے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ [۵۴] کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَالْمَعْرُوفُ هُوَ كُلُّ أَمْرٍ عُرِفَ أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنَ الْإِتْيَانِ بِهِ، وَأَنَّ وُجُودَهُ خَيْرٌ مِنْ عَدَمِهِ-[۵۵]

معروف سے مراد ہر جانا پہچانا امر ہے، جس کا کرنا ضروری ہو اور اس کا وجود اس کے عدم سے بہتر ہو۔

عادت کی تعریف

امام جرجانی عادت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: العادة، هي ما استمر الناس عليه على حكم العقول وعادوا إليه مرة بعد أخرى.[56] عادت: اس کام کو کہتے ہیں جس پر لوگ عقل کی بناء پر بار بار عمل کرتے ہوں۔

لحم کے مچھلی پر اطلاق کی نفی

امام محمد فرماتے ہیں: وَإِذا حلف الرجل لَا يَأْكُل لَحْمًا وَلم يكن لَهُ نِيَّة فَأكل سمكًا لم يَحْنَث لِأَن اللَّحْم هُنَا وَالْيَمِين إِنَّمَا يَقع على مَعَانِي كَلَام النَّاس۔

جب ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا۔اس کی کوئی خاص نیت نہ ہو(یعنی مطلقا گوشت مراد ہو)۔اس نے مچھلی کھالی تو وہ حانث نہیں ہوگا۔اس لیے کہ گوشت سے مراد یہاں اور قسموں میں وہی ہوگا۔ جسے لوگ عام گفتگو(عرف)میں مراد لیتے ہیں۔[۵۷]

امام محمد عرف وعادت کو بطور اصول اجتہاد اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں اگر ایک شخص مطلقاً یہ قسم کھا تا ہے کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا تو مچھلی کھانے سے وہ شخص حانث نہیں ہوگا کیونکہ عرف میں لحم کا لفظ مچھلی کے گوشت پر نہیں بولا جاتا۔ مچھلی اور اس کے گوشت کے لیے سمک کا لفظ عرف میں مستعمل ہے۔اس لیے وہ شخص حانث نہیں ہوگا۔

عرف فعلی کے اعتبار کا حکم

امام محمد فرماتے ہیں:اسی طرح اگر ایک عورت کسی شخص کو کہتی ہے کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔میں نے اس کے بعد عدت بھی گزار لی ہے میری عدت پوری ہوگئی ہے۔وہ بندہ اپنے دل میں اسے سچا تسلیم کر لے تو اس عورت کی بات پر اس سے نکاح کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔[۵۸]

امام محمد یہاں عورت کی طلاق اور عدت کے معاملے میں بھی عرف کو بطور اصول اجتہاد اختیار کرتے ہیں کیونکہ عرف وعادت میں طلاق دیتے وقت اور عدت گزارتے وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا جاتا اور نہ ہی شریعت میں اس کو لازم کیا گیا ہے۔اگر شوہر تنہائی میں بھی یہ کہہ دے کہ میں نے عورت کو طلاق دی کوئی گواہ بھی موجود نہ ہو تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اسی طرح ایک عورت کا یہ کہنا کہ اس کہ شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں اور اس کی عدت بھی ختم ہو چکی ہے۔عرف وعادت میں عورت کا ان معاملات میں اعتبار کیا اس لیے اس کو سچا جان کر اگر کوئی شخص اس سے نکاح کر لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔لیکن اگر وہ عورت جھوٹ بولے تو اس کا معاملہ اس سے مختلف ہوگا۔

آٹھواں اصول:استصحاب سے استدلال

امام جرجانی نے استصحاب کی پہلی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:الاستصحاب: عبارة عن إبقاء ما كان على ما كان عليه؛ لانعدام المغير. مخالف دلیل کی عدم موجودگی کی بناء پر شئے کو اس کے اصل حکم پر باقی رکھنا۔[59]

استصحاب کا مفہوم

استصحاب سے مراد حکم جیسا تھا اسے اصل پر ہی باقی رکھنا جب تک اس کے خلاف کوئی دلیل نہ مل جائے۔یعنی اگر کوئی چیز حلال ہے تو حلال سمجھا جائے جب تک اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہ مل جائے،اور اگر کسی چیز کی حرمت کا حکم ہے تو اسے حرام سمجھا جائے جب تک اس کی حلت کی دلیل نہ مل جائے۔[60]

شک یقین کو زائل نہیں کرتا

ابو سلیمان کہتے ہیں: میں نے پوچھا: اس بارے میں کیا خیال ہے کہ ایک شخص نے وضو کیا اس سے فراغت کے بعد اسے شک ہوا کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ اسے اس بات کا یقین نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا وضو قائم ہے اور وہ وضو دوبارہ نہیں کرے گا۔[61]

اگر وہ شخص نماز میں ہو اسے شک ہو کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا تو آپ نے فرمایا وہ نماز پوری کرے۔ میں نے پوچھا: اگر اسے نماز سے فراغت کے بعد شک ہو تو آپ نے فرمایا ہاں اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں ہے جب تک کہ وہ وضو کو توڑنے والی آواز کو نہ سنے یا ہوا خارج نہ ہو یا اسے وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو۔

یہاں امام محمد "الیقین لا یزول بالشک" کے قاعدے پر عمل درآمد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ یقین شک کے ساتھ ختم نہیں ہوتا۔ یہاں وضو کرنے والے یا نماز پڑھنے والے کو شک ہے یقین نہیں ہے اس لیے امام محمد نے استصحاب پر عمل کرتے ہوئے اس کو وضو یا نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ اس کے وضو اور نماز کو درست قرار دیا۔

نواں اصول: سد ذرائع سے استدلال

سد ذرائع سے مراد ایسے اسباب کو ختم کرنا یا کم کرنا جو شریعت اسلامیہ کے احکامات کی خلاف ورزی کے قریب لے جاتے ہیں۔ ان مشتبہات امور سے اجتناب نہ برتا جائے جو فعل حرام میں کے مرتکب ہونے کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔[62]

سد ذرائع کی قرآن سے اس کی مثال

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے سد ذرائع کے طور پر بے شمار احکامات نازل فرمائے تا کہ توہین رسالت ﷺ اور ظلم زیادتی کے راستے بند کیے جائیں اور ایسے راستے بھی بند کیے جن سے فتنہ و فساد پیدا ہونے کا یا بڑھنے کا خدشہ ہو۔ جن میں سے چند کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا﴾[٦٣] اے ایمان والو! راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا اور واسمعنا کہو۔

لفظ راعنا کا ایک معنی ہماری رعایت کیجئے اور دوسرا معنی ہمارے چرواہے ہے۔ مسلمان تو اسے پہلے معنی میں استعمال کرتے تھے لیکن کفار و منافقین شان رسالت میں تنقیص کے ارادے سے دوسرے معنٰی مراد لیتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے سد ذرائع کے طور پر اس لفظ کے کہنے پر پابندی لگا کر نیا لفظ استعمال کرنے حکم دے دیا۔ تا کہ کفار و منافقین کی اس چال کو ناکام بنا دیا جائے جو ادب رسالت میں تنقیص کا سبب بنے اور جس سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہو۔

معصیت میں تعاون کرنا بھی گناہ ہے۔

امام محمد سد ذرائع کے طور یہ کہتے ہیں: شکار کو ذبح کرنے کے لیے بغیر احرام والے شخص کا احرام باندھے ہوئے شخص کی مدد کرنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ (شکار کرنا محرم کے لیے) گناہ ہے۔نہ وہ محرم سے خرید سکتا ہے اور نہ ہی ایسی چیز میں مدد کر سکتا ہے۔ محرم جان بوجھ کر یا غلطی سے شکار کرے، یہ پہلی بار شکار کیا ہو یا اس سے پہلے بھی ان تمام میں اس پر جزاء لازم ہو گی۔[٦٤]

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[٦٥] نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔امام محمد فرماتے ہیں چونکہ شکار کرنا محرم کے لیے حرام ہے۔اگر غیر محرم (جس نے حج یا عمرے کا احرام نہیں باندھا) شکار کو ذبح کرے گا یا محرم کا کیا ہوا شکار اس سے خریدے گا۔تو گناہ میں اس کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔کیونکہ یہ کام اس محرم کے لیے ناجائز تھے اور یہ شخص ذبح کرنے یا خریدنے میں اس کی مدد کر کے گناہ گار شمار ہو گا۔اس لیے وہ شخص اپنے اس گناہ پر اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے۔امام محمد نے یہ حکم سد ذرائع کے طور پر لگایا تاکہ گناہ کے کاموں میں تعاون کو روک کر گناہ کو روکا جا سکے۔

دسواں اصول: ما قبل شریعتوں سے استدلال

امام سرخسی نے اپنی کتاب اصول سرخسی میں ما قبل شریعتوں کے بیان کے بارے میں فصل قائم کر کے اس کے آغاز میں انہوں کے سابقہ شریعتوں کے بارے میں علماء کرام کے اقوال ذکر کیے ہیں۔اقوال ذکر کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں۔جو حکم کتاب اللہ یا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہو وہی ما قبل شریعت کہلائے گی [66]۔کتاب وسنت پر عمل کرنا ہمارے لیے اس لیے بھی لازم ہے کیونکہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت ہے۔اس پر اس وقت تک عمل کیا جائے گا جب تک اس حکم کو منسوخ کرنے والا کوئی دوسرا حکم معلوم نہ ہو جائے۔لیکن جو حکم اہل کتاب کی تحریر سے سامنے آیا یا مسلمانوں نے ان کی کتب سے سمجھا اس کی پیروی لازمی نہیں ہے۔کیونکہ نص سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ان لوگوں نے کتاب الٰہی میں تحریف کی ہے۔جو بات مسلمان نے ان سے سمجھی ممکن ہے وہ تحریف شدہ ہو۔تو تحریف شدہ عبارت سے استدلال معتبر نہیں ہے۔

ما قبل شریعتوں کے احکام کی قبولیت کی شرائط

امام محمد نے کتاب الشرب میں معاہدے کے ذریعے پانی کی تقسیم کو جائز قرار دیا ہے۔اور یہ جواز اس آیت کریمہ ﴿وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ﴾[٦٧] یعنی انہیں بتادو کہ پانی ان کے درمیان تقسیم ہے۔دوسری آیت جس سے استدلال کیا وہ یہ ہے ﴿هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ﴾[٦٨] یہ اونٹنی ہے، پانی پینے کی ایک باری اس کی اور ایک مقررہ دن پانی پینے کی تمہاری باری ہے۔ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور قوم کا ذکر کیا۔کیونکہ پانی کی جو گھاٹ تھی وہاں سے ایک دن اونٹنی پانی پیتی تھی اور

ایک دن قوم صالح علیہ السلام۔امام محمد نے ان آیات سے پانی کی تقسیم کا استدلال اس لیے کیا۔ کیونکہ اس حکم کو اس شریعت محمدیہ میں باقی رکھا گیا۔اس کو منسوخ نہیں کیا گیا۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام محمد سابقہ شرائع میں سے صرف اسی حکم کو قبول کرتے ہیں جو کتاب وسنت میں موجود ہو اور اس کو منسوخ نہ کیا گیا ہو۔پہلی شریعتوں کے احکام میں تمام کی بجائے صرف چند کو اختیار کیا جاتا ہے۔ان کو اختیار کرنے کی بنیادی وجہ نص (قرآن وسنت) ہے۔اسلامی قانون سازی میں سابقہ شرائع کو مستقل مصادر و مراجع کی بجائے عارضی مصادر و مراجع کا درجہ مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ حاصل ہو گا۔

گیارہواں اصول: مصلحت سے استدلال

مصلحت کا لغوی معنی

امام اللغۃ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: مصلحت مصالح کی واحد ہے اور استصلاح فساد کی ضد ہے۔جس کا معنی ہے کسی چیز کو فساد کے بعد درست کرنا۔ قائم کرنا، جیسا کہ کہا جاتا ہے اس نے سواری کو ٹھیک یا بہتر کیا۔اس نے اس (سواری) کو ٹھیک کیا وہ ٹھیک ہو گئی۔یہ کاٹ چھانٹ یا تربیت کے معنی میں بھی آتا ہے۔جیسا کہ میں سواری کو ٹھیک کر کے کہوں میں نے اسے ٹھیک کر لیا۔[69]

مصلحت کی اصطلاحی تعریف

امام غزالی مصلحت کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں: مصلحت سے مراد نفع حاصل کرنا اور نقصان کو دور کرنا ہے۔لیکن یہاں مصلحت سے مراد ایسا نفع حاصل کرنا اور نقصان دور کرنا مراد ہے جس سے مخلوق کے مقاصد کی حفاظت ہو۔اور ان مقاصد کی تحصیل میں مخلوق کی بہتری ہو۔[۷۰]

حکم میں اکثریت کا معتبر ہونا

امام محمد اصول مصلحت اختیار کرتے ہوئے اپنے شیخ بانی فقہ حنفی امام ابو حنیفہ کی طرف اس بات کو منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں اگر مسلمان قوم میں ایک یا دو کافر مردے پائے جائیں اور کافر اور مسلمان مردوں میں پہچان نہ ہو سکے تو سب کو غسل اور کفن دیا جائے گا۔اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔اور نماز جنازہ اور دعاء میں مسلمان مرنے والے کی نیت کی جائے گی۔اور ان پر جماعت کی صورت میں نماز پڑھی جائے گی۔اگر کفار زیادہ ہو اور مسلمان ایک یا دو ہوں تو ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی،انہیں غسل و کفن دے کر نماز جنازہ کے بغیر دفن کر دیا جائے۔یہی قول ابو یوسف اور امام محمد کا ہے۔امام محمد فرماتے ہیں،اگر کفار مردوں کی کثرت ہو گی تو انہیں مشرکین کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔اور اگر پہلی صورت کہ مرنے والوں کی زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہو تو انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔[۷۱]

امام محمد الحکم للاکثر کے قاعدے کے تحت مسلمان مردوں کی کثرت کے سبب سب کے غسل و کفن کا حکم بیان کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ نص سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی کافر و منافق کے لیے دعائے مغفرت نہیں کی جائے گی اس لیے اسی نص کی پیروی کرتے ہوئے نماز جنازہ و دعاء میں مسلمان مردوں کی نیت کی جائے گی (جس سے انما الاعمال بالنیات، اعمال کا دور و مدار نیتوں پر ہے۔) اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر کفار مردے زیادہ ہوں اور مسلمان کم اور انکی پہچان بھی ممکن نہ ہو تو انہیں غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ ادا کیے بغیر مشرکین کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے گا۔ اس احتیاط کو اپنانے سے نماز جنازہ کی ادائیگی کرنے والے الزام کفر سے بری ہو جائیں گے۔

نتائج مقالہ

١. امام محمد تدوین فقہ میں منفرد شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ کی کتب مذہب حنفی کی اساسی کتب میں شمار ہوتی ہیں۔ فقہ شافعی اور حنبلی کے بانیان نے بلاواسطہ اور بالواسطہ آپ کسب فیض کیا۔ اور آپ کے استدلالات سے کماحقہ استفادہ کرتے رہے۔

٢. امام محمد کے اصول اجتہاد بنیادی ماخذ سے ماخوذ ہیں، جن کا مقصد شریعت اسلامیہ کے دائرہ کار کو وسعت دینا ہے۔

٣. امام محمد کے اصول اجتہاد کی تعداد گیارہ ہے۔ جن میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ قول صحابی، اجماع، قیاس، استحسان، استصحاب، عرف و عادت، ما قبل شریعتیں، سد ذرائع، مصلحت شامل ہیں۔

٤. امام محمد کے یہ اصول اجتہاد مجموعی اعتبار سے دیگر فقہاء کے اصولوں سے متفق ہیں۔ بعض مقامات پر جزوی مسائل میں معمولی اختلاف ایک فطری عمل ہے۔

٥. امام محمد جب کسی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں تو کبھی اس آیت مبارکہ کے الفاظ کو بطور دلیل بیان کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات قرآنی آیت کے الفاظ ذکر نہیں کرتے بلکہ اس کا مفہوم اپنے الفاظ میں ذکر کر دیتے ہیں جو اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے واضح یا مبہم اشارہ ہوتا ہے۔

٦. امام محمد کتاب اللہ کے بعد سنت رسول ﷺ کو بطور اصول اجتہاد اپناتے ہوئے اسے بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ سنت کے نفاذ میں چاہے قیاس یا عرف عام آڑے آئے تو آپ اسے رد کر کے سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے بعد سنت رسول ﷺ کو ہی معتبر تسلیم کرتے ہیں۔ صحابہ کرام و تابعین عظام کا بھی یہی معمول تھا۔

٧. امام محمد ﷺ کے اصول اجتہاد میں بات شامل ہے کہ آپ اجماع امت کی بجائے قول صحابی کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی سے استدلال کرتے ہیں۔ اگر کسی صحابی رسول ﷺ کا قول موجود نہ ہو تو پھر اجماع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امام محمد قول صحابی کو اجماع پر اور نص کو قیاس پر مقدم رکھتے ہیں۔

۸. امام محمد اجماع کو حجت تسلیم کرتے ہیں، چاہے وہ اجماع صحابہ کا (قولی، یا سکوتی) ہو یا وہ اجماع تابعین کا ہو یا فقہاء کرام کا، امام محمد سب کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان سے بوقت ضرورت استدلال بھی کرتے ہیں۔

۹. امام محمد نے تدوین فقہ میں استحسان اور عرف و دیگر فقہاء کی نسبت زیادہ اختیار کیا۔ ان کے نزدیک عرف میں وہ تمام چیزیں شامل ہوں گی۔ جنہیں لوگ اپنے معاملات میں استعمال میں لاتے ہیں۔ اور ان کے معاملات کا دار و مدار انہی پر ہے۔ عرف میں وہ الفاظ بھی شامل ہیں جن کے معنی و مفاہیم ان میں معروف ہوں۔ چاہے ان کا لغوی معنی عوام الناس کی اصطلاح سے مختلف ہو۔

۱۰. امام محمد عرف کا استعمال وہاں کرتے ہیں جہاں نص یعنی کتاب و سنت سے واضح دلیل موجود نہ ہو۔ اور جو عرف کتاب و سنت سے معارض ہو ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کے نزدیک عرف زمانے ،علاقے اور حالات کی تبدیلی سے مختلف ہو جاتا ہے۔ عرف زمانے اور وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

۱۱. امام محمد نے شیخین کی نسبت زیادہ دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور وسیع تعلقات کی بناء پر لوگوں کے عرف زیادہ معرفت رکھتے تھے اس لیے بھی آپ نے عرف کو زیادہ اختیار کیا۔ امام محمد نے کتاب الاصل کے ابواب المعاملات اور کتاب الایمان میں عرف کو دوسرے ابواب کی نسبت زیادہ استعمال کیا ہے۔

۱۲. امام محمد ما قبل شریعتوں سے وہی احکامات لیتے ہیں جن کا ثبوت شریعت محمدی ﷺ میں موجود ہو۔

۱۳. امام محمد نے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے امت مسلمہ کے تیسیر و آسانی کے پہلو بیان کیے ہیں ۔

۱۴. امام محمد شخصیت پرستی کے بجائے اصول پرستی کے قائل ہیں۔ جس کی مثالیں کتاب "الحجۃ علی اہل المدینہ" اور دیگر کتب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

۱۵. استصحاب کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز جس حالت پر تھی وہ اسی پر قائم رہے گی جب تک اس کے ثبوت یا عدم ثبوت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

۱۶. استصحاب تمام فقہی مذاہب میں قابل عمل ہے۔ تمام ہی اس کو اختیار کرتے ہیں۔

۱۷. استصحاب اثبات و الزام دونوں کے لیے حجت ہے۔ فقہ کے کثیر مسائل اسی اصول پر قائم ہیں۔

۱۸. کسی حکم کے بارے نص موجود نہ ہو تو لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے رعایت کرنا مصلحت کہلاتا ہے۔

۱۹. امام محمد نے مصلحت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ امام محمد رفع حرج، تیسیر احکام اور نقصان سے بچانے کے لیے مصلحت اختیار کرتے ہیں۔

۲۰. امام غزالی نے شریعت اسلامیہ کے پانچ مقاصد ذکر کیے ہیں۔ دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت، ان سب کو مصالح میں شمار کیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ النساء ۴:۶ — An-Nisa 4:6

2۔ الشیبانی، محمد بن حسن، ابو عبداللہ، امام (م:۱۸۹ھ)، الاصل المعروف بالمبسوط، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س۔ن، ج۱، ص ۱۱۳

Ash-Shaybānī, Muhammad ibn al-Hassan, (189H), Al-Asl(Al-Mabsoot), Idara tul Quran wal Uloom e Islamia, karachi, pk. vol-1, P-113.

3۔ ایضاً، ص ۱۱۴ — Ibid, P-114

4۔ ایضاً، ج۳، ص ۱۷۳ — Ibid, Vol-3, P-173

5۔ ایضاً، ج۱، ص ۴۴ — Ibid, Vol-1, P-44

6۔ ایضاً، ص ۴۵ — Ibid, P-45

7۔ السعیدی، غلام رسول، علامہ، (م ۲۰۱۶ء)، تذکرۃ المحدثین، کراچی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء، ص ۱۳۸

As- Saeedi, Ghulam Rasul, Tadkira tul Muhadathin, Karachi, Zia ul Quran Publications, 2015AD, P-138

8۔ الذہبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ، شمس الدین (م:۷۴۸ھ)، مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ، حیدر آباد دکن ہندوستان، ط۳، ۱۴۰۸ھ، ج۱ ص ۸۶

Ad- Dahbi, Muhammad bin ahmad, Manaqib il Imam abi Hanifa w Sahbaih, Lujna Tu Ahaya Maarif in Numania, Haidar Abad, India, III, 1408H, vol-1, P-86

9۔ ایضاً — Ibid.

10۔ ایضاً، ص ۸۱ — Ibid, P-81

11۔ الکوثری، محمد زاہد، بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن حسن الشیبانی، مصر، المکتبۃ الازہریہ للتراث، ۱۴۱۸ھ، ص ۶۲

Al- Kothari, Muahammad Zahid, Balogh ul Amani, Jurdan, al-Maktaba tul Azharia litTurath, 1418H, P-62

12۔ الشیبانی، کتاب الاصل، ج۱، ص ۲

Ash-Shaybānī, Al-Asl , vol-1, P-2

13۔ ایضاً، ج۲، ص ۳۰۶، باب الشہادۃ فی امر الدین، ج۳، ص ۱۰۰؛ السرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمہ، (م:۴۸۳ھ)، المبسوط، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، ج۱۰، ص ۱۶۷؛ الجصاص، احمد بن علی، ابو بکر، حنفی (م:۳۷۰ھ)، الفصول فی الاصول، وزارۃ الاوقاف الکویتیہ، ط۲، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴م، ج۳، ص ۸۲

. Ibid, vol-2, P-306, Ch. Al-Shahada fi amr id din, vol-3, P-100. Al- Sarakhsi, Muhammad ibn e Ahmad, (483H), Al-Mabsoot, Dar ul Marifat, Baroot, 1414H/ 1993AD, vol-10, P-167, Al-Jasas, Ahmad ibn Ali, (370H), Al- Fasul Fil Usool, Wizarat tul Auqaf, Kuwat, II, 1414H/1994Ad, vol-3, P-82

14۔الشیبانی، کتاب الاصل، ص۹۸؛الطبری، محمد بن جریر،ابو جعفر(م:۳۱۰ھ)،جامع البیان فی تأویل القرآن،بیروت،مؤسسۃ الرسالہ،ط۱، ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰ء،ج۱۰،ص۵۷۸؛القرطبی، محمد بن احمد،ابو عبد اللہ، شمس الدین (م:۶۷۱ھ)،الجامع لاحکام القرآن، قاہرہ، دار الکتب المصریہ،ط۲،۱۳۸۴ھ-۱۹۶۴م،ج۶،ص۲۹۳؛ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،ابو الفداء،بصری ثم الدمشقی(م:۷۷۴ھ)، تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر)، بیروت، دار الکتب العلمیہ، منشورات محمد علی بیضون، ط۱،۱۴۱۹ھ،ج۳،ص۱۸۲؛مالک بن انس،امام، مدنی(م:۱۷۹ھ)،موطا الامام مالک، لبنان، بیروت، دار احیاء التراث العربي،۱۴۰۶ھ،۱۹۸۵ء،ج۲،ص۸۴۶،موطا امام محمد،ج۱،ص۲۴۹،الشافعی، محمد بن ادریس،ابو عبد اللہ (م:۲۰۴ھ)،مسند شافعی، لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیہ،۱۴۰۰ھ،ج۲،ص۹۴؛ نیشاپوری،یعقوب بن اسحاق، ابو عوانہ (م:۳۱۶ھ)، مستخرج ابی عوانہ، بیروت، دار المعرفۃ، ط۱،۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸م،ج۵،ص۹۱؛البیہقی، احمد بن حسین، خراسانی،ابو بکر(م:۴۵۸ھ)، معرفۃ السنن والآثار، دمشق، بیروت، دار قتیبہ،ط۱،۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء،ج۱۳،ص۸

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Ch. Al-Shaha fi amr id din, vol-3, P-98; Mota Imam Muhammad, Volume 1, p. 249, Al-Shafi'i, Muhammad bin Idris, (d: 204 AH), Musnad Shafi'i, Lebanon, Beirut, Dar Kitub Al-Alamiya, 1400 AH, Volume 2, p. 94; Neshapuri, Yaqoob bin Ishaq, Abu Awana (d: 316 AH), Mustaharj Abi Awana, Beirut, Dar al-Marafah, Volume 1, 1419 AH/1998 AD, Volume 5, p.91; Al-Bayhaqi, Ahmad bin Hussain, (d: 458 AH), Knowledge of the Sunan and Antiquities, Damascus, Beirut, Dar Qutiba, Volume 1, 1412 AH / 1991, Vol.

15۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب الشہادۃ فی امر الدین،ج۳،ص۱۰۰؛ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد،ابو بکر(م:۲۳۵ھ)،الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، ریاض، مکتبۃ الرشد،ط۱،۱۴۰۹ھ،ج۲،ص۳۲۰؛الطحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ، ابو جعفر، مصری(م:۳۲۱ھ)، شرح مشکل الآثار، لبنان، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ،ط۱،۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء،ج۱،ص۴۲۵؛الدار قطنی، علی بن عمر،ابو الحسن، بغدادی(م:۳۸۵ھ)، سنن دار قطنی، لبنان، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ،ط۱،۱۴۲۴ھ-۲۰۰۴ء،ج۳،ص۱۰۴؛القرافی، احمد بن ادریس، شہاب الدین، ابو العباس ،مالکی،(م:۶۸۴ھ)، الفروق (انوار البروق فی انواء الفروق)،عالم الکتب،س۔ن،ج۱۱۴،۱۷،۴؛ ابن قدامہ ، عبد اللہ بن احمد، ابو محمد، دمشقی، حنبلی،(م:۶۲۰ھ)،الکافی فی فقہ الامام احمد، بیروت، دار الکتب العلمیہ،ط۱،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء،ج۴،ص۲۲۹؛بن عدی،ابو احمد بن عدی الجرجانی(م:۳۶۵ھ)،الکامل فی ضعفاء الرجال، لبنان، بیروت، الکتب العلمیہ،ط۱،۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء،ج۷،ص۵۶۱

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Ch. Al-Shaha fi amr id din, vol-3, P-100; Ibn Abi Shiba, Abu Bakr (d: 235 AH), Al-Kitab al-Musnaf Fi Ahadith and Al-Attar, Riyadh, Maktablat al-Rushd, I, 1409 AH, Vol. II, P-320, Al-Tahavi, Ahmad bin Salama, Sharh Mushkil al-Athar, Lebanon, Beirut, Musisat al-Risalah, I, 1415 AH/1994 AH, Vol.1, P-425; Ibn Qudama, Abdullah bin Ahmad ,

Hanbali, (D: 620 AH), Al-Kafi fi Fiqh Imam Ahmad, Beirut, Dar Kitub Al-Alamiya, I1, 1414 AH / 1994 AD, Vol.4, p.229 Al-Jarjani, Abu Ahmad bin Adi (D: 365 AH), Al-Kamil Fi Wazaka Al-Rijal, Lebanon, Beirut, Al-Kitab Al-Ilamiyyah, Vol. 1, 1418 AH/1997 AD, Vol. 7, p. 561

16۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب شہادۃ فی امر الدین، ج۳، ص۱۰۱، ۱۰۲

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Ch. Al-Shaha fi amr id din, vol-3, P-101,102.

17۔ایضاً، ص۴۴۵ Ibid, P-445.

18۔السجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداؤد (م:۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، بیروت، مکتبہ عصریہ، س۔ن، ج۳، ص:۳۰۳؛ طیالسی، سلیمان بن داود بن الجارود، ابوداؤد، بصری (م:۲۰۴ھ)، مسند ابی داؤد، مصر، دار ہجر، ط۲، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء، ج۱، ص۴۵۴؛ شیبانی، احمد بن محمد بن حنبل، ابو عبد اللہ (م:۲۴۱ھ)، مسند الامام احمد بن حنبل، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، ط۱، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء، ج۳۶، ص۴۱۷، ۳۸۲؛ ابن ابی شیبہ، المصنف فی الاحادیث والآثار، ج۴، ص۵۴۳، ج۶، ص۱۳؛ سنن دارمی، ج۱، ص۲۶۷؛ الطبرانی، معجم کبیر، ج۲۰، ص۱۷۰؛ البیہقی، احمد بن حسین، خراسانی، ابو بکر (م:۴۵۸ھ)، سنن صغیر، کراچی، جامعۃ الدراسات الاسلامیہ، ط۱، ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء، ج۴، ص۱۳۰؛ البیہقی، سنن کبری، ج۱۰، ص۱۹۵؛ برہانپوری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج۵، ص۸۰۹

. Al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, vol. 3, P-303; Tayalsi, Sulaiman bin Dawood bin Al-Jarod, Abu Dawood, Basri (d: 204 AH), Musnad Abi Dawood, Egypt, Dar Hijr, 2, 1419 AH / 1999 AD, Vol. 1, p. 454; Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, Vol. 36, pp. 382, 417; Ibn Abi Shaybah, al-Musnaf fi al-Ahadith wa al-Ataar, vol. 4, p. 543, vol. 6, p. 13; Sunan Darmi, Vol. 1, p. 267; Al-Tabarani, Mujam Kabir, Vol. 20, p. 170; Al-Bayhaqi, Sunan Sagheer, Karachi, Jamiat al-Islamiyya, Vol. 1, 1410 AH / 1989, Vol. Al-Aqwal Walafak, Vol. 5, p. 809.

19 ۔امام محمد کے شاگرد ہیں، کتاب الاصل کا زیادہ مشہور نسخہ جسے اس مقالہ کی تدوین کے لیے استعمال کیا گیا انہی سے روایت کردہ ہے۔

A disciple of Imam Muhammad, the most famous version of Kitab al-Asal, which was used to edit this paper, was narrated from him.

20 ۔المائدۃ۵:۶

Al- Maida 5: 6

21۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب التیمم بالصعید، ج۱، ص:۱۰۴

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Ch. Al-Tayamum bis Saeed, vol-1, P-104.

22 ۔المائدۃ۵:۶

Al- Maida 5: 6

23۔الشیبانی، کتاب الاصل، ج۱، ص:۱۱۳

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Ch. Al-Tayamum bis Saeed, vol-1, P-113.

24۔المجادلہ۵۸:۴

Al-Mujadalah 58:4.

25۔اس آیت کریمہ کوامام محمد رحمہ اللہ نے بطور استدلال اختیار کیا ہے۔﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾، البقرۃ۲:۲۸۶

Imam Muhammad (Ash-Shaybānī) adopted this verse as an argument. ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾، Al-Baqarah 2:286.

26۔الشیبانی، کتاب الاصل، ج۱، ص:۱۱۳

Ash-Shaybānī, Al-Asl, Ch. Al-Tayamum bis Saeed, vol-1, P-113.

27۔امام محمد نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۹۲۔﴿فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ﴾سے استدلال کیا۔

Imam Muhammad argued from verse 92 of Surat al-Nisa ﴿فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ﴾

28۔امام محمد نے سورۃ المائدہ کی اس آیت نمبر ۸۹۔﴿ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾سے استدلال کیا۔

Imam Muhammad argued from this verse number 89 of Surah Al-Maida ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ---﴾.

29۔قضائے رمضان کے بارے میں امام محمد نے اس حدیث سے استدلال کیا جسے امام نسائی کے علاوہ صحاح ستہ کے ائمہ خمسہ نے حضرت ابو ہریرہ سے بیان کیا۔جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا شَأْنُكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «تَسْتَطِيعُ تُعْتِقُ رَقَبَةً» قَالَ: لاَ. قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ»

Imam Muhammad argued with this Hadith about the elimination fasting of Ramadan, which was narrated by the five Imams of Sahih Sita except Imam Nasa'i from Hazrat Abu Hurairah جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا شَأْنُكَ؟» قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: «تَسْتَطِيعُ تُعْتِقُ رَقَبَةً» قَالَ: لاَ. قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ»

30۔ایضاً، کتاب الصوم، ج۲، ص:۲۱۹

Ash-Shaybānī, Al-Asl , kitab As-sawm, vol-2, P-219.

31۔البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، (م۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، ط۱، ۱۴۲۲ھ، ج۸، ص۱۴۵، ۱۴۴؛ نیشاپوری، مسلم بن حجاج، ابو الحسن ،قشیری ، (م: ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم، بیروت ،دار احیاء التراث العربی ،س۔ن، ج۲، ص۷۸۱؛ السجستانی، سنن ابی داؤد، ج۲، ص۳۱۳؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ (م: ۲۷۹ھ)، سنن ترمذی، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، ط۲، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، ج۳، ص۹۳؛ القزوینی، سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۵۳۴

Sahih Bukhari, vol.8, p.144, 145; Sahih Muslim, vol.2, p.781; Al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, vol.2, p.313; Sunan at-Tirmidhi, vol.3, p.93; Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, vol.1, p.534.

32۔النساء۴:۹۲

An-Nisã 4: 92.

33۔الرحمن۵۵:۶۸

Ar- Rahman 55:68

34۔النساء4:۸۰

An-Nisã 4: 80

35۔الاحزاب33:۲۱

Al-ahzãb 33:21

36۔السجستانی،سنن ابی داؤد ، باب فی لزوم السنۃ ،ج۴،ص۲۰۰؛سنن ترمذی ،باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع،ج۵،ص۴۴؛القزوینی،سنن ابن ماجہ،باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین،ج۱،ص۱۵

Al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, chapter on the necessity of Sunnah, vol. 4, p. 200; Sunan at-Tirmidhi, chapter on Maja fi al-Akhd in the Sunnah, wajnab al-bida, vol. 5, p. 44; Al-Qazwini, Sunan Ibn Majah, chapter on the follow-up of the Sunnah of the Caliphs al-Rashidin, vol. 1, p. 15.

37 ۔ صحیح مسلم،ج۳،ص۱۱۵۳؛السجستانی،سنن ابی داؤد،ج۳،ص۲۵۴؛مؤطاامام مالک،ج۲،ص۷۰۳،۶۶۴؛الشیبانی ،موطاامام محمد،ص۲۷۴؛مسند الامام احمد بن حنبل،ج۱۴،ص۴۶۷،ج۱۵،ص۴۱۷،ج۱۶،ص۲۷۲؛دارمی،عبداللہ بن عبدالرحمن،ابو محمد، سمرقندی (م:۲۵۵ھ)،سنن الدارمی،المملکۃ العربیۃ السعودیہ،دارالمغنی للنشر والتوزیع،ط۱،۱۴۱۲ھ/۲۰۰۰ء،ج۳،ص۱۶۶۳

Sahih Muslim, vol. 3, p. 1153; Al-Sajistani, Sunan Abi Dawood, vol. 3, p. 254; Mu'ta Imam Malik, vol. 2, p. 664, 703; Al-Shibani, Mut'a Imam Muhammad, p. 274; Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal, vol. 14, p. 467, vol. 15, p. 417, vol. 16, p. 272; Sunan al-Darmi, vol. 3, p. 1663

38۔سنن ترمذی،ج۳،ص۵۲۴

Sunan Tirmidhi, Vol. 3, p. 524.

39۔الشیبانی،کتاب الاصل،باب بیوع الفاسدہ،ج۵،ص۹۲

Ash-Shaybānī, Al-Asl, Ch. Bayoil fasida, vol-5, P-92.

40۔ السجستانی،سنن ابی داؤد ، باب فی لزوم السنۃ، ج ۴،ص:۲۰۰؛ الاستنبولی،اسماعیل حقی بن مصطفی،حنفی،المولی ابو الفداء (م:1127ھ)،روح البیان،بیروت،دار الفکر س۔ن،ج۵،ص۹۶؛الرازی،محمد بن عمر،ابوعبداللہ،فخر الدین(م:۶۰۶ھ)،مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)،بیروت،دار احیاء التراث العربی،ط۳، ۱۴۲۰ ھ، ،ج۱،ص۲۳۰؛تفسیر ابن کثیر، ج۱،ص۲۸؛الجصاص،احکام القرآن ،ج۱،ص۵۳۰؛آلوسی، محمود بن عبداللہ،شہاب الدین، حسینی،(م:۱۲۷۰ھ)،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی،بیروت،دار الکتب العلمیہ،ط۱،۱۴۱۵ھ،ج۷،ص۴۵۲؛الطحاوی،شرح مشکل الآثار،ج۳،ص۲۲۳

Al-Sajistani, Sunan Abi Dawud, chapter fi zum al-sunnah, vol. 4, p. 200; Al-Istanbuli, Ismail Haqi, (d: 1127 AH), Rooh al-Bayan, Beirut, Dar al-Fiqras. N, vol. 5, p. 96; Mufatih al-Ghaib (Al-Tafseer al-Kabeer), Vol. 1, p. 230; Tafseer Ibn Kathir, Vol. 1, p. 28; Al-Jisas, Ahkam al-Qur'an, Vol. 1, p. 530; Alosi, Ruh

al-Ma'ani fi Tafsir al-Qur'an al-Azeem and Saba' Al-Mathani, Beirut, Dar Kitub Al-Ulamiya, Vol. 1, 1415 AH, Volume 7, p. 452; P. 223.

41 ۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب الذہب والفضۃ والرکاز، ج۲، ص:۱۴۶

Al-Shaybani, Kitab al-Asl, Chapter Al-Zahb, Al-Fidah, and Al-Raqaz, Vol. 2, p. 146.

42 ۔ الجرجانی، علی بن محمد، الشریف(م۸۱۶ھ)، کتاب التعریفات، لبنان، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ط۱، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، باب الالف، ص۱۰

Al-Jarjani, Kitab al-Tarifat, p. 10.

43۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح بعلی، فقہ حنبلی کے مشہور فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ امام اللغت بھی ہیں۔ آپ بعلبک میں ۶۴۵ھ کو پیدا ہوئے۔ اس کے بعد دمشق چلے گئے۔ طرابلس اور القدس کا دورہ بھی کیا۔ ۷۰۹ھ کو قاہرہ میں وفات پائی۔ فقہ حنبلی کی فروعات میں المطلع علی ابواب المقنع، علم نحو میں الفیہ ابن مالک کی شرح لکھی، المثلث بمعنی واحد من الاسماء والافعال، اور جملوں کی تشریح میں الفاخر نامی کتاب لکھی۔ (زرکلی، خیرالدین بن محمود، دمشقی، (م:۱۳۹۶ھ)، الاعلام، دارالعلم للملایین، ط۵، ۲۰۰۲ء، ج۶، ص۳۲۶)

Shams al-Din Abu Abdullah Muhammad bin Abu al-Fath Baali, a famous Hanbali jurisprudent and muhaddith, as well as Imam al-Lught. He was born in Baalbak in 645 AH. After that, he went to Damascus. He also visited Tripoli and Al-Quds. He died in Cairo in 709 AH. He wrote al-Malata Ali in the chapters of Hanbali jurisprudence, the chapters of al-Muqna, al-Fahiya ibn Malik in the science of syntax, al-Muthluth bi-mani wahid min al-asmaa wa al-afaq, and he wrote a book called al-Fakhir in the interpretation of sentences. (Zirkali, Ilam, vol. 6, p. 326).

44۔ بعلی، محمد بن ابوالفتح، ابو عبداللہ، شمس الدین (م:۷۰۹ھ)، المطلع علی الفاظ المقنع، مکتبۃ السوادي للتوزیع، ط۱، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء، باب ادب القاضی، ص۴۸۷

Ba'li, Al-Malta'a al-Awad Al-Muqna', Chapter Adab Al-Qa'zi, p. 487.

45۔ الشاشی، احمد بن محمد، ابو علی، نظام الدین (م:۳۴۴ھ)، اصول الشاشی، بیروت، دارالکتاب العربی، س۔ن، ۲۸۷

Nizam ud din ash-Shashi, Usul ush Shashi, P-287.

46۔ الشیبانی، کتاب الاصل، کتاب المعاقل، ج۴، ص۶۵۸

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Kitab Al-Maaqal, vol-4, P-658.

47. Ayaz Akhter, Imam Muhammad ke usool e Ijtehad, thesis for M.Phil, University of Gujrat , Session 2016-18, P-110

48۔ کھجور و منقی وغیرہ بھگو کر رکھ دیا جائے اور اس پر جھاگ آجائے تو اس میں نشہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے نبیذ کہا جاتا ہے۔

If dates and minqa etc. are soaked and foam forms on it, it becomes intoxicated. It is called Nabeez.

49۔ الشاشی، اصول الشاشی، ص ۳۱۲

Nizam ud din ash-Shashi, Usul ush Shashi, P-312.

50۔ایسی عورت جس کا حق مہر نکاح کے وقت مقرر نہ کیا گیا ہو اسے اس کے خاندان کی دوسری عورتوں کے مثل مہر ادا کرنا مہر مثلی کہلاتا ہے۔

A woman whose right to dowry has not been determined at the time of marriage is called dowry equal to paying dowry like other women of her family.

51۔الشاشی، اصول الشاشی، ص ۳۱۲

Nizam ud din ash-Shashi, Usul ush Shashi, P-19.

52۔ مقتول کے ورثاء کو قصاص کی بجائے مالی امداد جو شریعت نے سو اونٹ مقرر کر رکھی ہے اسے دیت کہتے ہیں۔

Instead of Qisas, financial assistance to the heirs of the deceased, which is prescribed by the Sharia, is called Dayat.

53۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب الشہادات فی الدیات، ج ۴، ص ۴۷۲، ۴۷۱

Ash-Shaybānī, Al-Asl, Ch. Ash-shahadat fid diyaat, vol-4, P-471-472.

54۔ الاعراف ۷: ۱۹۹

Al- Aaraf, 7:199

55۔الرازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، ج ۱۵، ص ۴۳۴

Abū Bakr Muhammad ibn Zakariyyā al-Rāzī, Māfatih al-Gaib, vol-15, P-434.

56۔الجرجانی، کتاب التعریفات، ص ۱۴۹

Al- Jurjānī , Kitab ut tareefat, P-149.

57۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب الکفارۃ فی الیمین فی اکل الطعام، ج ۳ ص ۲۸۱

Ash-Shaybānī, Al-Asl , Ch. Al-Kafaratu fil yameen fil Akalit taam, vol-3, P-281.

58۔ایضاً، ج ۳، ص ۱۴۰

Ibid, P-140.

59۔الجرجانی، کتاب التعریفات: ص ۲۲

Al- Jurjānī , Kitab ut tareefat, P-22.

60۔ایضاً، ابن القیم جوزی، اعلام الموقعین، ج ۱، ص ۲۵۵

Ibid;Ibn e alQayyam Juzi, ilam ul mauqein, Vol-1, P-255

61۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب الوضوء والغسل الجنابۃ، ج ۱، ص ۶۸

Ash-Shaybānī, Bab al-wudu wal-gusl il janaba, Al-Asl, kitab al- thahri, vol-1, P-68

62۔ایاز اختر،امام محمد کے اصول اجتہاد، ص ۱۴۴

Ayaz Akhter, Imam Muhammad ke usool e Ijtehad, P-144

63۔البقرہ۲:۱۰۴

A- Baqarah 2: 104

64۔الشیبانی، کتاب الاصل، باب جزاء الصید، ج ۲، ص ۴۵۱

Ash-Shaybānī, Al-Asl, Ch. Jaza bi said, vol-2, P-451

65۔المائدہ۵:۲

Al- Ma'idah 5:2

66۔السرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمہ (م:۴۸۳ھ)،اصول السرخسی، بیروت، دارالمعرفۃ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، ج ۲، ص ۹۹

Al-Sarkhsi, Muhammad bin Ahmad, Shams al-Aymah (d: 483 AH), Usul al-Sarkhsi, Beirut, Dar al-Marafah, 1414 AH/1993, vol.2, p.99.

67۔القمر۵۴:۲۸

Al-Qamar 54:28

68۔الشعراء۲۶:۱۵۵

Al-Shu'ara 26:155

69۔ابن منظور، محمد بن مکرم، ابوالفضل، جمال الدین، افریقی، (م ۷۱۱ھ)، لسان العرب، بیروت، دار صادر، ط۳، ۱۴۱۴ھ، ص ۵۱۶، فصل صاد، مادۃ صلح

Ibn Manzur, Lisān al-ʿArab, Bairut, Dar e Sadar, Add.3, 14141H, P-516, Fasal-Saad, base صلح

70۔الغزالی، محمد بن محمد، ابو حامد، (م:۵۰۵ھ)، المستصفیٰ، دار الکتب العلمیہ، ط۱، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، ص ۱۷۴

Al-Ghazâliî, al-Mustasfa, P-174

71۔الشیبانی، کتاب الاصل، کتاب التحری، ج ۳، ص ۱۹

Ash-Shaybānī, Al-Asl, kitab al- thahri, vol-3, P-19